5-July-2024

Assignment No.3

س۔ روزہ اور حج :

تعارف :-

روزہ :-

روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور قرآن حکیم کے مطابق یہ پہلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے۔ رمضان کے مہینے تیس روزے رکھے جاتے ہیں اور روزے کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا، نفس کی پاکیزگی اور اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ روزے رکھنے سے انسان میں صبر، شکر اور خود احتسابی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رمضان کے روزے 2 ہجری کو فرض کیے گئے۔

"روزے کی وضاحت"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ (سورۃ البقرہ - 183)

روزے کے لغوی معنی :-

روزے کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں جس کے معنی ہیں رکنا، برداشت کرنا، ترک کرنا۔

اصطلاحی معنی :-

صبح صادق سے غروب آفتاب تک بر ارادہ کھانے، پینے اور مباشرت سے رکے رہنے کو روزہ کہتے ہیں۔

روزے کی فرضیت :- روزہ ہر مسلمان عاقل، بالغ

تندرست اور مقیم پر فرض ہے۔ روزے 2 ہجری کو فرض ہوئے

روزے کا مقصد:-

قرآن مجید میں روزے کی فرضیت کے ساتھ اس کا مقصد بھی بیان کیا گیا ہے جو کہ تقویٰ کا حصول ہے

تقویٰ کا مفہوم:-

تقویٰ کا مفہوم پرہیزگاری ہے۔ تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہے

روزے کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:-

اسلام میں روزے کی بہت فضیلت و اہمیت ہے۔ روزے رمضان میں رکھے جاتے ہیں، اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: رمضان کا مہینہ مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور روشن دلیلیں اور یہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے وہ ضرور روزے رکھے۔ **(البقرہ: 185)**

روزوں کا ثواب احادیث مبارکہ میں:

جو روزے نبی اکرم کے قول کے مطابق ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے جائے ان کے ثواب کا اندازہ درج ذیل حدیثوں سے ہو گا۔

1- ترجمہ: آدمی کے ہر عمل کا ثواب (اللہ تعالیٰ کے یہاں) دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہو جاتا ہے (لیکن روزے کی تو بات ہی کچھ اور ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ تو خاص میرے لیے ہے اس لیے اس کا ثواب میں اپنی مرضی سے (جتنا چاہوں گا) دوں گا۔ **(مسلم)**

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔

ترجمہ: جو شخص اس (رمضان) میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا اس کے گناہوں کے لیے معافی ہے اور وہ خود کو نارِ جہنم سے بچائے گا اور اسے روزے دار جتنا ہی ثواب ملے گا۔ جب کہ اس روزے دار کے اپنے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ **(سنن ابن ماجہ و ترمذی)**

روزے کے مقاصد اور عملی زندگی پر اثرات:-

1۔ ضبطِ نفس:-

انسان کو نیکی کے راستے سے روکنے اور برائی کے راستے پر ڈالنے والی اہم چیز خواہشِ نفس ہے۔ خواہشات اگر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع رہیں تو انسان کی انفرادی اور اجتماعی خوبیوں کے فروغ کا سبب بنتی ہے لیکن جب یہ ہدایت ربانی کے تابع نہیں رہتیں تو انسان کو حیوانی سطح سے بھی گرا دیتی ہیں۔ روزے کا اصل مقصد انسان کی خواہشات کو احکامِ الٰہی کے تابع کر کے اسے متقی بنانا ہے جو شخص ہر سال ایک مہینہ تک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنی بنیادی خواہشات پر قابو پانے کی مشق کامیابی سے مکمل کر لیں، اسے ضبطِ نفس کی وہ قوت حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ شیطان کی ہر ترغیب کا آسانی سے مقابلہ کر سکتا ہے۔

2۔ تقویٰ:-

روزے کی فرضیت کا بڑا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ روزے دار اگر خلوص نیت سے پوری شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھ کر پورے مہینے کے روزے رکھے تو اس کے دل میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے اور وہ متقی بن جاتا ہے۔

3۔ جذبۂ ایثار:- کم سے کم غذا پر اکتفا کی عادت، انسان

میں قناعت و ایثار کی صفات پیدا کر تی ہیں۔ ایک ہی وقت میں پوری ملت اسلامیہ کا ایک عبادت میں مصروف رہنا باہمی ایثار و قربانی کے جذبے کو فروغ دینے کا سبب بنتا ہے اس اعتبار سے نبی اکرم ﷺ نے ماہِ رمضان کو مواسات اور غمگساری کا مہینہ قرار دیا ہے۔

4۔ جسمانی فوائد:-

ایک ماہ تک دن کے بڑے حصے میں معدے کا خالی رہنا صحت جسمانی کے لیے مفید ہوتا ہے۔ زیادہ کھانا پیٹ کی بیماریوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ پیٹ کی بیماریوں کا علاج روزہ ہے۔ ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: "روزہ رکھا کرو تاکہ تم تندرست رہو۔"

5۔ ناداروں سے ہمدردی کا جذبہ:-

رمضان المبارک میں غربا اور معاشرے کے دوسرے کمزور افراد کی ہمدردی کا جذبہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ہمدردی کا جذبہ معاشرے کے تعلقات خوشگوار بناتا ہے نبی ﷺ رمضان میں خیرات میں بہت کثرت کرتے تھے اس میں صدقہ و خیرات کا ثواب دوسرے مہینوں سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

6۔ روحانی مضبوطی:-

روزہ انسانوں کو برائیوں سے روکتا ہے اور اچھے کاموں کی ترغیب دلاتا ہے اس سے انسان روحانی طور پر مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور یہ روحانی مضبوطی ہی ہے جو انسان کو خدا کے قریب کر دیتی ہے اور یہی اسکی کامیابی کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ روزے کا مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بنو۔

7- قبولیت دعا:

روزہ دار کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی اور تیسرے مظلوم کی" اس لیے روزہ قبولیت دعا کا بہترین ذریعہ ہے۔

8- شفاعت:

روزہ قیامت کے دن انسان کی شفاعت کرے گا ارشادِ نبوی ﷺ ہے "روزہ اور قرآن دونوں بندہ کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو کھانے، پینے اور نفس کی خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا، میری شفاعت قبول کیجیے گویا روزہ شفاعت کے حصول کا مضبوط ذریعہ ہے۔

9- رمضان المبارک اور قرآن حکیم:

رمضان اور قرآن لازم و ملزوم ہیں رمضان کی فضیلت قرآن کی وجہ سے ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ (سورۃ البقرہ: 185)

ترجمہ: مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن، سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینے کو تو ضرور روزے رکھے اس کے۔

روزہ ترک کرنے کا نقصان:

روزہ بہت اہمیت کا حامل ہے اس لیے اسکو ترک کرنے کا نقصان بھی بہت زیادہ ہوتا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے "جو شخص کسی (شرعی) عذر اور مرض کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے وہ اگر عمر بھر بھی روزے رکھے تب بھی اسکی تلافی نہیں ہوسکتی" اسلیے روزہ کو غنیمت

بیان کر دکھا جانا چاہیے۔

حج

تعارف:-

حج ایک جامع عبادت ہے یہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے ہر صاحبِ استطاعت عاقل و بالغ مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

حج کے لغوی معنی:-

حج کے لغوی معنی ہے قصد کرنا، ارادہ کرنا، زیارت کرنا۔

حج کے اصطلاحی معنی:-

اسلامی اصطلاح میں حج سے مراد خاص ایام میں مخصوص آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت اور مناسک حج ادا کرنا۔

حج کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:-

ارکان اسلام میں حج کی اہمیت کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿۹۷﴾

(سورۃ آل عمران: 97)

ترجمہ: اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہاں کے لوگوں کی۔

اس لئے مراد یہ ہے کہ یہ جامع عبادت اللہ تعالیٰ کی خاطر فرض

کی گئی ہے اور اسکا اپنے بندوں پر یہ حق بھی ہے لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کی کوئی اپنی غرض وابستہ نہیں بلکہ اس کے ذریعے بندوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے۔ ادائیگی حج کا سب سے بڑا فائدہ گناہوں کی بخشش ہے۔

حج کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:-

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:- جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حج کرتا ہے اور دوران حج فسق و فجور سے باز رہتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (بخاری)

اپنے گناہ گار بندوں کو دنیا ہی میں پاک صاف کر دینے کا یہ انتظام جہاں اللہ تعالیٰ کے کرم کی دلیل ہے وہیں اس سے فائدہ نہ اٹھانا حد درجہ کی ناشکری اور بدبختی ہے حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:- جس (صاحب استطاعت) شخص کو نہ کوئی ظاہری ضرورت حج سے روک رہی ہو، نہ کوئی ظالم بادشاہ اسکی راہ میں حائل ہو اور نہ کوئی روکنے والی بیماری اسے لاحق ہو اور پھر بھی وہ حج کیے بغیر مر جائے تو وہ ایک مسلمان کی نہیں کسی یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔

جامعیت:-

حج جیسی عبادت میں باقی تمام عبادات کی روح شامل ہے۔ حج کے لیے روانگی سے واپسی تک دوران سفر نماز کے ذریعے قرب خداوندی میسر آتا ہے۔ حج کے لیے مال خرچ کرنا زکوٰۃ سے مشابہت رکھتا ہے۔ نفسانی خواہشات اور اخلاقی برائیوں سے پرہیز اپنے اندر روزے کی سی کیفیت رکھتا ہے گھر سے دوری اور سفر کی صعوبت میں جہاد کا رنگ ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "سب سے افضل جہاد حج مبرور

(مقبول) ہے۔ آپ ﷺ کے اسی ارشادِ گرامی کے پیشِ نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے "حج کا سامان تیار رکھو کہ یہ بھی ایک جہاد ہے۔"

حج مبرور:-

حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو اور اس میں کوئی ذاتی غرض اور مقصد شامل نہ ہو ایسے حج کو حج مبرور (مقبول) کہتے ہیں۔

فلسفۂ حج:-

اگر حج کے مناسک پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہر مرحلہ اپنے اندر اخلاقی و روحانی تربیت کا سامان رکھتا ہے جب ایک شخص اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر اور دنیوی دلچسپیوں سے منہ موڑ کر دو اَن سلی چادریں اوڑھ کر "لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کی صدائیں بلند کرتے ہوئے بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتا ہے تو اس کا یہ سفر ایک طرح سے سفرِ آخرت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

اس دینی ماحول اور پاکیزہ فضا میں جب وہ مناسکِ حج ادا کرتا ہے تو اس کی حالت ہی عجیب ہوتی ہے۔ میدانِ عرفات کے قیام میں اسے وہ بشارت یاد آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی صورت میں مسلمانوں پر اپنی نعمت کی تکمیل کا ذکر فرمایا ہے۔ اسے حضور اکرم ﷺ کے مبارک خطبے کی بے مثال ہدایات یاد آتی ہے۔ اسے یہ حکم یاد آتا ہے کہ میرے بعد گمراہی سے بچنے کے لیے قرآن اور حدیث کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ قربانی کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے نظیر قربانیاں یاد آتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ ان قربانیوں کے مقابلے میں نفس کی چھوٹی موٹی خواہشات کی قربانی کی حقیقت ہی کیا ہے۔ میرا تو مرنا جینا بھی خدا ہی کے لیے ہونا چاہیے۔ ایسے میں اس کے لبوں پر یہ کلمات جاری ہوتے ہیں۔

ترجمہ:-

کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے

فرمانبردار رہوں۔
مقام منیٰ میں وہ اس عزم کے ساتھ اپنے ازلی دشمن شیطان کو کنکریاں مارتا ہے کہ اب اگر یہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا تو اسے پہچاننے میں غلطی نہیں کروں گا۔ جب وہ بیت اللہ کے سامنے پہنچتا ہے تو اس کی روح اس خیال سے وجد میں آجاتی ہے کہ جس گھر کی زیارت کی تمنا تھی وہ آج نظر کے سامنے ہے۔ خدا اسے لوگائے رکھنے کی یہ کیفیت حاجی کے کام آتی ہے۔ طواف کے بعد وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے۔ تو گویا زبان حال سے کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرے قرب سے حاصل ہونے والی اس قوت ایمان کو میں تیرے دین کی سربلندی کے لیے وقف کر دوں گا اور عمر بھر حضرت محمدؐ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا۔ دل کی یہی تمنا دعا بن کر اس طرح لبوں تک آتی ہے۔

ترجمہ :-

اے میرے اللہ! مجھے اپنے نبی کے طریقے پر کاربند رکھو اور اس پر عمل کرتے ہوئے مجھے اپنے پاس بلائے۔ اور نفسانی لغزشوں سے مجھے محفوظ فرمائے۔

مناسک حج :-

مناسک حج مندرجہ ذیل ہیں :

1- احرام :-

احرام باندھنا فرض ہے جو حاجی کا لباس ہوتا ہے جسے حاجی میقات سے غسل کر کے پہنتا ہے۔ اور دو ان سلی سفید چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

2- تلبیہ :-

"لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ" کو تلبیہ کہا جاتا ہے جسے حاجی احرام باندھنے کے بعد کثرت سے پڑھتا ہے۔

3۔ طواف:۔

بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانے کو طواف کہا جاتا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

(i) طوافِ قدوم:۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرنا طوافِ قدوم کہلاتا ہے۔

(ii) طوافِ زیارت:۔

منیٰ سے آکر دس یا گیارہ ذی الحجہ کو کیا جاتا ہے اور یہ فرض کے درجے میں آتا ہے۔

(iii) طوافِ وداع:۔

حج ادا کرنے کے بعد واپسی سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرنا طوافِ وداع کہلاتا ہے۔

4۔ سعی:۔

صفا اور مروہ کے درمیان پیدل دوڑتے ہوئے سات چکر لگانا سعی کہلاتا ہے۔

5۔ منیٰ میں قیام:۔

ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو حاجی رات کو بھی منیٰ کے مقام پر قیام کرتے ہیں اور نو ذی الحجہ کو یہیں سے میدان عرفات جاتے ہیں اور قربانی بھی منیٰ کے مقام پر کی جاتی ہے۔ رمی بھی یہیں پر کی جاتی ہے۔ تین دن یہاں پر قیام کیا جاتا ہے بارہ ذی الحجہ تک یہاں قیام واجب ہے۔

6۔ وقوفِ عرفات:۔

وقوف عرفات حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ نو ذی الحجہ کو حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے حاجی دعائیں مانگتے ہیں۔ یہیں پر امام خطبۂ حج دیتا ہے اور مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکھٹی ادا کی جاتی ہیں۔

CS CamScanner

7- مزدلفہ روانگی :-

میدان عرفات سے واپسی پر دس ذی الحج کی شب مزدلفہ میں گزاری جاتی ہے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہے۔ دس ذی الحج کی نماز فجر تک مزدلفہ میں قیام کیا جاتا ہے

8- رمی جمرات :-

منیٰ میں تین ستون نصب ہے جن کو جمرات کہتے ہیں۔ دس گیارہ اور بارہ ذی الحج کو ان کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہے۔

9- قربانی :-

رمی سے فارغ ہو کر حاجی قربانی کرتے ہیں اور اس کے بعد حاجی حضرات اپنے احرام کھول دیتے ہیں۔

10- حلق راس :-

منیٰ میں قربانی کے بعد حاجی سر کے بال منڈواتے یا ترشواتے ہیں اس کو حلق راس کہتے ہیں۔

حج کے انفرادی اور اجتماعی فوائد

حج کے انفرادی فوائد :-

1- قرب خداوندی کا ذریعہ :-

حج کا اصل فائدہ یاد الٰہی اور قرب خداوندی ہے جب حاجی دینی ماحول اور پاکیزہ فضا میں خشوع و خضوع کے ساتھ مناسک حج ادا کرتا ہے تو وہ اللہ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے

2- روحانی پاکیزگی :-

حج ایک عظیم عبادت ہے جس سے انسان

اپنا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے روحانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث پاک کی رو سے انسان حج سے ایسے لوٹتا ہے گویا آج جنم لیا ہو، یعنی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

3۔ سادگی کی تعلیم :-

حج انسان میں سادگی و اعتدال کی صفات پیدا کرتا ہے اور فضول خرچی اور فخر و غرور سے انسان کو بچاتا ہے۔ حج کے دوران میں احرام باندھنا، خوشبو سے پرہیز کرنا، شکار سے باز رہنا وغیرہ جیسے امور انسان میں سادگی کو فروغ دیتے ہیں اور حج میں طواف، سعی اور وقوفِ عرفات سے بھی سادگی کی تعلیم ملتی ہے۔

4۔ ضبطِ نفس کی تربیت :-

احرام باندھتے ہی بندے پر کئی ایک حلال اشیاء مقررہ مدت تک حرام ہو جاتی ہے۔ خوش لباسی کو ترک کر کے دو اَن سلی چادروں کو اپنے جسم پر لپیٹ کر طواف کرنا، صفا اور مروہ کے درمیان پیدل دوڑ لگانا اور کھلے آسمان تلے میدانِ عرفات میں خطبہ حج سننا وغیرہ سے ضبطِ نفس کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔

5۔ گناہوں کا کفارہ :-

حج چونکہ تمام عبادات کی جامع عبادت ہے اس لیے حاجی کے ہر عمل کے بدلے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگر حاجی دوران حج فسق و فجور سے باز رہتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس لوٹتا ہے جیسا کہ ابھی ماں کے پیٹ سے اس کی پیدائش ہوئی ہو۔

6۔ حصولِ جنت کا ذریعہ :-

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوتی ہے جس سے ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دورانِ حج بیت اللہ اور مسجدِ نبوی کے ساتھ تعلق رہتا ہے جو جنت کا ذریعہ ہے۔

CamScanner

ارشادِ نبوی ہے "کہ تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا" آخرت میں یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی مہمانی میں نعمتوں والی جنت میں ہوں گے۔

حج کے اجتماعی فوائد:-

1- اخوت و اتحاد:-

حج اخوت و اتحاد کا بہترین مظہر ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مسلمان ایک دوسرے سے مل کر ان کے حالات سے واقف ہوتے ہیں جس سے ایک دوسرے کے ساتھ اخوت و ہمدردی کے جذبات کو فروغ ملتا ہے جو کہ اتحاد کا ذریعہ بنتے ہیں۔

2- مساوات:-

حج کا یہ عظیم الشان اجتماع ملت اسلامیہ کی شان و شوکت کا آئینہ دار ہوتا ہے جب دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمان رنگ و نسل، قوم و وطن کے امتیازات سے بلند ہو کر ایک ہی کلمہ "لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" دہراتے ہیں ایک ہی کیفیت میں سرشار اپنے خدا کی پکار پر لپک جا رہے ہوتے ہیں تو گویا وہ خدا کے فداکار سپاہیوں کی ایک فوج معلوم ہوتے ہیں۔

3- اقتصادی فائدہ:-

حج کا ایک اہم تجارتی اور اقتصادی فائدہ یہ بھی ہے کہ مختلف ممالک سے آنے والے حجاج خرید و فروخت کے ذریعے معاشی نفع حاصل کرتے ہیں اور مقامی تجارت کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی تجارت کو فروغ حاصل ہوتا ہے جو مسلمانوں کی معاشی ترقی کا ذریعہ ہے۔

4- مرکزیت:-

حج مسلمانوں کے لیے مرکزیت اور وحدت کی

علامت ہے۔ کیونکہ بیت اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے جب اس عظیم مرکز میں دنیا جہاں کے تمام مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کے اس اجتماع سے ملت اسلامیہ کی وحدت اور مرکزیت واضح ہوتی ہے۔

5۔ نظم و ضبط کی مثال:۔

حج کے دوران نظم و ضبط کا عملی مظاہرہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ ایک میدان میں خطبہ حج منیٰ، طواف سعی اور شیطان کو کنکریاں مارنا نظم و ضبط کی عمدہ ترین مثالیں ہیں۔

6۔ اشاعت اسلام کا ذریعہ:۔

حج کے عظیم اجتماع اجتماع کو عالمی میڈیا کوریج دیتا ہے جسے پوری دنیا میں نشر کیا جاتا ہے اسطرح یہ عظیم اجتماع اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔